کتاب کا نام : اقبال کا شعری اُسلوب

مؤلفہ : ڈاکٹر رابعہ سرفراز

ناشر : ادارۂ فروغ قومی زبان، پاکستان، اسلام آباد۔

ضخامت : ۲۸۶ صفحات

سنہ اشاعت : ۲۰۱۲ء

مبصّر : ڈاکٹر شاہ انجم، اسسٹنٹ پروفیسر شعبۂ اُردو گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج حیدرآباد۔

زیرِ تبصرہ کتاب، ڈاکٹر رابعہ سرفراز کا وہ تحقیقی مقالہ ہے، جس پر یونیورسٹی آف سندھ جام شورو نے انھیں پی ایچ ڈی کی سندِ فضیلت عطا کی۔ راقم الحروف کو ذاتی طور پر معلوم ہے کہ ڈاکٹر ریاض مجید شریک نگراں اور ڈاکٹر سیّد جاوید اقبال اس مقالے کے نگراں تھے۔ ایسے شفیق اور محنتی اساتذہ کی نگرانی میں لکھا جانے والا یہ مقالہ اپنے موضوع کا خوب احاطہ کرتا ہے۔ مُجلّد اور دیدہ زیب کتابی صورت میں جلوہ گر یہ مقالہ پانچ ابواب کے علاوہ مؤلفہ کے جامع دیباچے، ماحصل اور کتابیات پر مشتمل ہے۔ ذیل میں پانچوں ابواب کا مختصر تعارفی جائزہ پیش کیا جاتا ہے:

پہلے باب میں ''اُسلوب--- بنیادی مباحث اور لفظیاتِ اقبال'' کے عنوان سے مطالعہ کیا گیا ہے۔ خاص طور پر اُسلوب اور اُسلوبیاتی مباحث کو علمی انداز سے اُٹھایا گیا ہے۔ دوسرا باب ''اقبال کے شعری اُسلوب میں تراکیب کا تجزیاتی مطالعہ'' ہے۔ اس ضمن میں ڈاکٹر صاحبہ نے کلامِ اقبال میں موجود نئی اور نادر تراکیب کی تفصیلی فہرست مرتب کر کے اُن کا تجزیہ پیش کیا ہے۔ مقالہ نگار نے کلامِ اقبال کی تراکیب کو درج ذیل چار حصّوں میں تقسیم کیا ہے:

☆ عام تراکیب ☆ اہم، خاص، نادر ☆ اہم تر، خاص تر، نادر تر ☆ نہایت خوب صورت، بلیغ اور اعلیٰ ترین

مقالہ نگار نے مذکورہ زمروں کی مدد سے اقبال کے فکری و فنی ارتقا کو بھی واضح کیا ہے۔ علاوہ ازیں آپ نے کلامِ اقبال کے موضوعاتی تنوع کو بھی مدِنظر رکھتے ہوئے تراکیبِ اقبال کا جائزہ لیا ہے، مثلاً

☆ مذہبی اقدار، روایات کے حوالے سے تراکیب

☆ تہذیبی، عملی، تمدّنی حوالے سے تراکیب

☆ مناظرِ فطرت کے حوالے سے تراکیب، وغیرہ

اس طرح دس موضوعات کے تحت فاضل مقالہ نگار نے اقبال کی تراکیب سے مثالیں پیش کرتے ہوئے قابلِ قدر تجزیہ بھی پیش کیا ہے۔

تیسرے باب کا عنوان ''اُسلوبِ اقبال میں تشبیہات، استعارات، علامات، تلمیحات اور امیجری کا تجزیہ'' ہے۔ یہ باب اپنے موضوع کے تناظر میں سب سے اہم ہے۔ اس میں بالترتیب مذکورہ خصوصیات اور محاسن پر فنی مباحث کی روشنی میں اقبال کے شعری اسلوب پر بات کی گئی ہے۔ مثلاً تشبیہات کے ذیل میں فاضل مقالہ نگار کی بحث سے جو نتیجہ سامنے آتا ہے اس کے مطابق: ''اقبال کی نادر تشبیہات ان کی رومانی بصیرت، تصوّرِ جمال کی رمزیت اور اُن کے تخیل کی حقیقی مصوّری کرتی ہیں، اس کے ساتھ ساتھ معنی کی تہہ داری اور شعری ایمائیت ان تشبیہات کی اہم خوبیاں ہیں۔'' (ص ۱۹۹)

فاضل مقالہ نگار نے بجا طور پر یہ بھی واضح کیا ہے کہ اقبال کے کلام میں تشبیہ کے مقابلے میں استعارے کی زیادہ اہمیت ہے۔ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے آپ رقم طراز ہیں کہ: ''استعارہ زیادہ ایمائیت و رمزیت کا حامل ہوتا ہے اور اس کے توسط سے براہ راست اظہار کے مقابلے میں زیادہ مؤثر اور لطیف اظہار ممکن ہے۔'' (ص ۱۲۳)

اسی طرح مقالہ نگار نے تلمیحات امیجری اور علامتوں کے حوالے سے بھی بنیادی اور فنی مباحث کی روشنی میں اقبال کے شعری اُسلوب کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا ہے۔

کتاب کے چوتھے باب میں مقالہ نگار نے ''اصنافِ سخن، شعری ہیئتوں، بحور و اوزان کی روشنی میں اُسلوبِ اقبال کا تجزیہ'' پیش کیا ہے۔ اس باب میں کلامِ اقبال کے بحور و اوزان کی نشان دہی کے ساتھ ساتھ اصنافِ سخن اور شعری ہیئتوں کا تجزیہ بھی کیا گیا ہے۔ یہ مباحث نظم، غزل، رُباعی دوبیتی، ترکیب بند اور ترجیع بند جیسی دیگر اصنافِ سخن کا احاطہ کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں مقالہ نگار نے کلامِ اقبال میں برتی گئیں دیگر خصوصیات کا مطالعہ بھی قدرے تفصیل سے کیا ہے۔ جس میں کلام اقبال کے تغزل، حُسن بیان، تکرار لفظی اور غنائیت کے ساتھ ساتھ منتخب کلام کے صوتیاتی تناسب کا مطالعہ بھی شامل ہے۔

کتاب کا آخری باب ''اصلاحاتِ کلام اقبال کی روشنی میں اقبال کے اُسلوب کا تجزیاتی مطالعہ'' ہے۔ اس باب میں مقالہ نگار نے جو مطالعہ پیش کیا ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اگر اقبال اپنی شاعری میں غیر معمولی اصلاحات نہ کرتے تو اُن کا کلام اس تاثیر سے عاری ہوتا جو اصلاحات کے بعد اس میں پیدا ہوئی۔'' (ص ۲۵۷)

اگرچہ اس نتیجے سے اختلاف کیا جا سکتا ہے لیکن کلّی طور پر اسے رد نہیں کیا جا سکتا۔ جلیل قدوائی (۱۹۹۶ء-۱۹۰۴ء) کے مطابق ''علامہ اقبال کی بعض اصلاحیں غیر ضروری تھیں'' ۔ [ملاحظہ ہو: ''اقبال کی بعض نظموں کا ابتدائی متن'' اکتوبر ۱۹۵۲ء، مشمولہ سہ ماہی 'اردو' کراچی] چناں چہ مقالہ نگار کے اخذ کردہ نتیجے سے جزوی اختلاف کا جواز موجود ہے۔ جسے علاحدہ ایک مستقل مضمون میں پیش کرنے کی ضرورت ہے۔ مجموعی طور پر یہ مقالہ علمی اپنے موضوع پر ایک اہم پیش رفت کا حامل ہے۔ جس کے لیے مقالہ نگار مبارکباد اور تحسین کی مستحق ہیں۔